Anwar al-Sirah: International Research Journal for the Study of the Prophet Muhammad (PBUH)'s Biography
ISSN: 3006-7766 (online) and 3006-7758 (print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/anwaralsirah/index
Published by: Seerat Chair, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

حجۃ الوداع کے متعلق روایاتِ مسند ابو یعلیٰ الموصلی کا فقہ السیرۃ کے تناظر میں مطالعہ و جائزہ

A Study and Analysis of the Narrations on the Farewell Pilgrimage in Musnad Abu Ya 'la al-Mawsili in the Light of the Fiqh al-Sirah

Hafiz Shafat Ali Sajjad
PhD Scholar Department of Islamic Studies Government college university Faisalabad. Email: hafizshafatalisajjad@gmail.com

Dr. Yasir Arfat*
Associate Professor Department of Islamic Studies Government college university Faisalabad. Email: yasirawan@gcuf.edu.pk

Abstract

This paper presents a critical study of the narrations related to Ḥajjat al-Wadāʿ, as preserved in Musnad Abū Yaʿlā al-Mawṣilī, within the framework of Fiqh al-Sīrah. It initiates with a small biography of Imām Abū Yaʿlā al-Mawṣilī (d. 307 A.H.), his status as a scholar amongst the 3rd-century ḥadīth authorities, and finally the characteristic features of his Musnad, containing over seven thousand narrations arranged by Companions. Seventy seven of these narrations deal with the Farewell Pilgrimage. The research further discusses the juristic and spiritual dimensions derived from these reports on issues such as the obligation and types of ḥajj, the Prophet's (peace be upon him) method of performing ḥajj, the integration of ʿumrah and ḥajj, and the rituals of wuqūf ʿArafah, ramy al-jamrāt, sacrifice, ṭawāf, saʿy, and the farewell sermon. As the paper examines these narrations from the perspective of Fiqh al-Sīrah, it outlines the Prophetic model as the ultimate practical demonstration of Islamic law and ethics. This is done in the process of concluding that Musnad Abū Yaʿlā bears a valuable record from a juristic and historical point of view regarding Ḥajjat al-Wadāʿ; indeed, the perfect balance between ritual worship and moral instruction is achieved in the final sermon by the Prophet.

Keywords: Ḥajjat al-Wadāʿ, Musnad Abū Yaʿlā al-Mawṣilī, Fiqh al-Sīrah

تعارف:

امام ابو یعلیٰ الموصلیؒ (م ۳۰۷ھ) کا شمار تیسری صدی کے عظیم محدثین میں ہوتا ہے، آپ کی ولادت موصل کے ایک عظیم علمی گھرانے میں ۳ شوال ۲۱۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے:

* Email of corresponding author: yasirawan@gcuf.edu.pk

"ابو یعلیٰ احمد بن علی بن المثنیٰ بن یحییٰ عیسیٰ بن ھلال التمیمیی الموصلی"[1]

آپ صرف پندرہ سال کی عمر میں حصولِ علم کے لیے روانہ ہوئے۔[2] آپ نے اپنے دور کے عظیم المرتبت ائمہ حدیث سے اکتسابِ فیض کیا، آپ کے اساتذہ اور شیوخ کی فہرست کا اندازہ آپ کی مرتب کردہ "المعجم" سے لگایا جاسکتا ہے، علامہ ارشاد الحق الاثری نے اس کتاب میں آپ کے شیوخ کی تعداد دو سو چوہتر (۲۷۴) بیان کی ہے۔ آپ نے امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے طبقے کے شیوخ سے بھی سماعِ حدیث کیا ہے۔[3]

آپ فقہ میں امام ابو حنیفہؒ کے مقلد تھے،[4] آپ نے امام ابویوسفؒ کے شاگردوں سے فقہ کا علم حاصل کیا۔[5] آپ علم و عمل کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ اور امانت و دیانت صدق و صفا جیسی عظیم صفات کے حامل تھے۔ آپ کا شمار جلیل القدر حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے، مشہور ائمہ حدیث نے آپ کی جلالتِ علمی اور ضبط و عدالت کا اعتراف کیا ہے۔ امام سلمیؒ آپ کے علمی مقام کے متعلق کہتے ہیں:

"سالت دار قطنی عن ابی یعلی فقال ثقة مامون "[6]

میں نے دار قطنیؒ سے امام ابو یعلیٰؒ کے بارے میں پوچھا (کہ ان کا علمِ حدیث میں مقام کیا ہے) تو انہوں نے جواب دیاوہ ثقہ اور مامون ہیں۔

علامہ ابن کثیرؒ آپ کی ثقاہت کے متعلق رقم طراز ہیں:

"وکان حافظاً کثیراً ، حَسَن التصنیف ، عدلاً فیما یرویه ، ضابطاً لما یحدث "[7]

اور (امام ابو یعلیٰ الموصلیؒ) بہترین حافظ الحدیث، عمدہ تصانیف والے اور اپنی مرویات میں عادل و ضابط تھے۔

آپ کی وفات ۱۴ جمادی الاولیٰ ۳۰۷ھ میں ہوئی۔[8]

مسند ابو یعلیٰ الموصلی کا تعارف وجائزہ:

حدیثِ نبویہ کے دیگر مصادر کی طرح مسند ابو یعلیٰ الموصلی بھی ایک اہم مصدر ہے۔ علمِ حدیث میں سند اور متن کے اعتبار سے یہ کتاب بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس کتاب کا اصل نام "المسند الصغیر المعروف المسند للامام ابی یعلیٰ الموصلی " ہے۔ امام ابو یعلیٰ الموصلیؒ نے اپنی اس مسند میں دو سو تیرہ صحابہ کرام کی سات ہزار پانچ سو سترہ (۷۵۱۷) مرویات کا ذکر کیا ہے۔ ان مرویات کو مسانید صحابہ پر مرتب کیا ہے۔ مبہم رواۃ کی مسانید کو الگ عنوان سے ذکر کیا ہے۔ آپ نے اس کتاب میں پانچ ثلاثی روایات کو بھی کتاب کی زینت بنایا ہے، اس کی شہادت امام ابن حبانؒ کے قول سے بھی ملتی ہے۔[9]

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو پوری نسل انسانی کے لئے "اُسوۂ حسنہ" بنایا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کا یہ اعجاز رہا ہے کہ ہر زمانے کے اہلِ علم سیرت کے مختلف پہلوؤں پر کتب تصنیف کرتے رہے اور اس طرح آپ کی سیرت کا ذکر قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا۔ دیگر مصادرِ حدیث کی مثل "مسند ابو یعلیٰ الموصلی" بھی حدیث کا اہم مصدر ہے اس میں سات سو چھیالیس (۷۴۶) روایاتِ سیرت میں سیرتِ نبویہ کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔ زیرِ مطالعہ مضمون میں نبی اکرم ﷺ کے حجۃ الوداع کے متعلق مسند ابو یعلیٰ الموصلی کی اکیاسی (۸۱) روایات کا فقہ السیرۃ کے تناظر میں جائزہ لیا جائے گا۔

بنی نوع انسان کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تعمیرِ کعبہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ تمام انسانیت کو اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کی دعوت دیں۔اس دعوتِ زیارت کا تذکرہ"سورۃ الحج "[10] میں کیا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ کی نداء سے لے کر رسول اکرم ﷺ کی بعثت تک حج کسی نہ کسی شکل میں جاری رہا،مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ حج کے طریقے اور ضابطے بدلتے گئے اور اس میں ایسی رسوم بھی شامل کر لی گئیں جو دینِ ابراہیمی کے منافی تھیں۔مثلاً اہلِ عرب کی زمانہ جاہلیت میں ایک رسم حج اور عمرہ کے متعلق تھی۔ان کا نظریہ تھا کہ ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ کرنا جائز نہیں اور انہوں نے حج اور عمرہ کے لیے الگ الگ مہینے مقرر کیے ہوئے تھے۔اس طرح دور دراز سے آنے والے زائرین کو کافی مشقت اٹھانا پڑتی،دینِ اسلام نے اس خود ساختہ رسم کو منسوخ کر دیا۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا "[11]

(پس جو حج کرے اس گھر کا یا عمرہ کرے تو کچھ حرج نہیں اسے کہ چکر لگائے ان دونوں کے درمیان)

امتِ مسلمہ کے لیے حج کی بابت ارشادِ ربّانی ہے:

"وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ "[12]

(اور اللہ کے لیے فرض ہے لوگوں پر حج اس گھر کا،جو طاقت رکھتا ہو وہاں تک پہنچنے کی اور جو شخص (اس کے باوُجود)انکار کرے تو بے شک اللہ بے نیاز ہے سارے جہان سے)

حج کی فرضیت کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ۹ھ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر مکہ روانہ کیا،اس سال حج دو طریقوں سے ادا کیا گیا ، کفار و مشرکین نے اپنے آبائی طریقے سے حج کی رسومات ادا کیں اور اہلِ ایمان نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے احکامات کی روشنی میں حج ادا کیا،اہلِ ایمان کے حج کی ادائیگی کے بعد کفار و مشرکین کو "سورۃ التوبۃ"[13] کی روشنی میں حرم شریف میں داخلے سے منع کر دیا گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے گزشتہ بائیس (۲۲) سال کے عرصہ میں اپنے فرائضِ منصبی کو انتہائی جاں فشانی کے ساتھ ادا کرتے ہوئے حج کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات اپنی اُمت تک پہنچا دیے تھے ، اس سے اگلے سال دس (۱۰) ھ کو آپ ﷺ نے اپنے ہزاروں صحابہ کرام کے ہمراہ حج کے لیے رختِ سفر باندھا، آپ ﷺ نے مدینہ میں اپنی نیابت کے لیے حضرت ابو دجانہؓ یا حضرت سباع بن عرفطہؓ کو مقرر فرمایا۔[14]

حج کی فرضیت:

حج ہر صاحبِ استطاعت مسلمان (مرد و عورت) پر اپنی زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔حج کے واجب ہونے کی فقہاء نے دس(۱۰) شرائط بیان کی ہیں۔ ذیل میں حج کی فرضیت کے حوالے سے مسند ابو یعلیٰ کی دو روایات ذکر کی جاتی ہیں۔یہ دونوں روایات حضرت فضل بن عباسؓ سے مروی ہیں۔ پہلی روایت میں مذکور ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی میرے والد بہت زیادہ ضعیف ہیں وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے اگر میں انہیں باندھتا ہوں تو ان کی وفات کا خدشہ ہے، کیا میں اُن کی طرف سے حج ادا کروں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے والد مقروض ہوتے اور تو ان کا قرض ادا کرے، وہ قرض ادا نہیں ہو گا؟ اس نے عرض کی ادا ہو جائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے والد کی طرف سے حج ادا کرو۔(15) دوسری حدیث میں قبیلہ بنو خثعم کی ایک عورت کا اپنے والد کے بڑھاپے کی وجہ سے حج کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے والد کی طرف سے حج ادا کرو!

اس روایت کے آخر میں حضرت سلیمان بن یسارؒ کی رائے کا اضافہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"قَالَ مَعْمَرٌ: وَكَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، أَنَّهَا امْرَأَةٌ سَأَلَتْ عَنْ أُمِّهَا"(16)

حضرت معمرؒ فرماتے ہیں: حضرت یحیی بن ابو اسحاق حدیث بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سلیمان بن یسارؒ سے سنا کہ اس عورت نے اپنی ماں کے بارے سوال کیا تھا)

مذکورہ روایات سے واضح ہوتا ہے کہ حج ہر صاحب استطاعت مسلمان پر فرض ہے اگر کوئی شخص معذور ہے تو وہ اپنی جگہ کسی اور کو حج کے لیے بھی بھیج سکتا ہے، دوسرے شخص کا معذور صاحبِ استطاعت کی طرف سے ادا کیا ہوا حج اسی کا شمار ہو گا۔

حج کی اقسام:

ادائیگی کے طریقہ کے لحاظ سے حج کی تین اقسام ہیں:

۱: افراد: حج کے اس طریقے کو کہتے ہیں جس میں صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے اور عازم صرف حج ہی کر سکتا ہے۔

۲: قِران: حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھ کر دونوں کے ارکان ادا کرنے کا نام حجِ قران ہے۔

۳: تمتع: ایک سفر میں عمرہ کو ادا کر کے احرام کھول دیا جائے پھر حج کا احرام باندھ کر اس کے مناسک ادا کرنے کو حجِ تمتع کہتے ہیں۔

ذیل میں حضور نبی اکرم ﷺ کے حج کی ادائیگی کے دو طریقوں کی روایات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حجِ افراد:

اس طریقہ حج میں زائر صرف حج کا احرام باندھتا ہے عمرہ کی ادائیگی نہیں کرتا، اس میں عازم کے لیے حج کے اول سے لے کر آخر تک تمام مناسک ادا کرنے کے ساتھ ساتھ احرام کی تمام شرائط کی پابندی کرتا ہے۔ راویوں کا اس بابت اختلاف ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے کون سا حج کیا۔ امام ابو یعلیٰؒ رسول کریم ﷺ کے حج کی ادائیگی کے دو طریقوں کے متعلق پانچ روایات ذکر کرتے ہیں۔ ذیل میں مسندِ ابو یعلیٰ کی تین روایات میں ذکر کی جاتی ہیں جن میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے حجِ افراد کیا۔ تینوں روایات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں۔ آپ فرماتی ہیں:

" أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ"(17)

(نبی اکرم ﷺ نے حجِ افراد ادا کیا)

دوسری روایت (۴۳۴۵) اور تیسری روایت (۴۵۲۶) مذکورہ روایت کے الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔

حجِ تمتع:

اس طریقہ حج میں حج اور عمرہ اکٹھا اس طرح ادا کیا جاتا ہے کہ عمرہ ادا کرنے کے بعد عازم احرام کھول لیتا ہے۔ پھر حج کا احرام باندھ کر مناسکِ حج ادا کرتا ہے یعنی ایک ہی سفر میں حج و عمرہ کی ادائیگی ہوتی ہے۔ ذیل میں مسندِ ابویعلیٰ کی چھ روایات میں نبی کریم ﷺ کے حجِ تمتع ادا کرنے کو بیان کیا جاتا ہے۔ پہلی روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

" أَنَّه تمتع مع النَّبِيِّ ﷺ متعة الْحَجِّ "[18]

کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج تمتع ادا کیا۔

دوسری اور تیسری روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"قَالَ: جَلَسَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ - وَأَنَا مَعَهُ - فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَا تَرَى فِي التَّمَتُّعِ ِبِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ ؟ ...... أمر رسول الله ﷺ تأخذ أم بأمر أبي! قال : لا بل بأمر رسول الله ، قال :فإن رسول الله ﷺ قد فعل ذلك ، فقم لشأنك "[19]

اس روایت کا خلاصہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شامی آدمی نے پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن! حجِ تمتع کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپؓ نے اس سے فرمایا: جس نے یہ (حج) کیا اس نے اچھا کیا۔ اس آدمی نے عرض کی: آپ کے والد حضرت عمرؓ تو (حجِ تمتع سے) منع کرتے تھے۔ آپ نے جلال میں فرمایا: تیرے لیے ہلاکت ہے! تیرا کیا خیال ہے؟ اگر میرے والد اس سے منع کریں اور رسول اللہ ﷺ کا اس پر عمل ہو تو تُو رسول اللہ ﷺ کا حکم لے گا یا میرے والد کا؟ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی (حج تمتع) کیا، تم کھڑے ہو جاؤ! اور اسی طرح کرو!

تیسری روایت (۵۵۳۸) مذکورہ روایت کے مفہوم کے ساتھ سے مروی ہے۔ چوتھی روایت (۱۴۱۲) حضرت ابو طلحہؓ سے مروی ہے، اس میں حج اور عمرہ کے لیے اکٹھا احرام باندھنے کا ذکر ہے۔ جب کہ پانچویں روایت (۳۰۱۶) میں بھی احرامِ حج و عمرہ اکٹھا باندھنے، جب کہ چھٹی روایت (۳۳۹۴) میں حج اور عمرہ کی اکٹھے ادائیگی کا ذکر ہے۔ یہ دونوں روایات حضرت انسؓ سے مروی ہیں۔

فریضہ حج کی ادائیگی:

جب " سورة آل عمران "کی آیت: ۹۷، نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو حج کی ادائیگی کا حکم دیا، انہوں نے دو مرتبہ عرض کی کیا حج ہر سال ادا کرنا ضروری ہے؟ آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، پھر یہی سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: نہیں! اگر آپ ﷺ ہاں! کہہ دیتے تو ہر سال حج کرنا واجب ہو جاتا، اللہ تعالیٰ نے "سورة المائده "کی آیت: ۱۰۱ نازل فرمائی۔ اس ضمن میں مسندِ ابویعلیٰ کی تین روایات ذکر کی جاتی ہیں۔ پہلی دو روایات حضرت علیؓ سے مروی ہیں۔[20] دوسری روایت (۵۳۸) مذکورہ الفاظ کے ساتھ موجود ہے، اس روایت میں " مَرَّتَيْنِ " کے الفاظ ذکر نہیں ہوئے۔ تیسری روایت کے دوسرے حصہ میں ایک آدمی نے آپ ﷺ سے ہر سال حج کی فرضیت کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ہاں! کہہ دیتا تو حج ہر سال ادا کرنا تم پر لازم ہو جاتا

اور اس کی عدم ادائیگی کی وجہ سے تمہیں عذاب دیا جاتا۔[21] یہ روایت حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ مذکورہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شرعی احکام کی بلاوجہ کھوج لگانا مناسب نہیں، جس امر یا عبادات کا حکم دیا گیا ہے اسی کے مطابق اپنا عمل سر انجام دیا جائے۔

حضور ﷺ کے عمرہ کی تعداد:

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں کل چار عمرے ادا کیے۔ اس ضمن میں مسندِ ابو یعلیٰ تین روایات منقول ہیں۔ پہلی دو روایات حضرت انسؓ سے مروی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَمَرَأَرْبَعَ عُمَرٍ،كُلُّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ،إِلَّاالَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ:عُمْرَتُهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ ... وَعُمْرَتُهُ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ ،وَعُمْرَتُهُ مَعَ حَجَّتِهِ"[22]

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چار عمرے ادا کیے، (۱) حدیبیہ والے واقعہ کے وقت یا حدیبیہ کے زمانے میں عمرہ، (۲) اس سے اگلے سال ۷ھ ذوالقعدہ میں عمرہ (۳) جس وقت آپ نے حنین کی بکریاں جعرانہ میں تقسیم فرمائیں، (۴) آپ ﷺ نے اپنے حج کے ساتھ عمرہ ادا کیا۔

دوسری روایت کے مطابق جب حضرت قتادہؓ نے جب حضرت انسؓ سے آپ ﷺ کے حج کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا: آپ ﷺ نے ایک حج اور چار عمرے ادا کیے ہیں۔[23] تیسری روایت حضرت ابن عباسؓ مروی ہے، اس روایت میں عمرہ کی تعداد کا ذکر نہیں کیا گیا صرف ذوالقعدہ کے ماہ کا تعین ہے۔[24] نبی کریم ﷺ نے تمام عمرے ماہِ ذوالقعدہ میں ادا کیے۔

نبی اکرم ﷺ کی حج کے لیے روانگی:

نبی کریم ﷺ نے دس ھ (۱۰) تک نماز، روزہ، زکوٰۃ اور عبادات کے متعلق تمام تعلیمات اپنی اُمت تک پہنچادی تھیں، صرف حج کے متعلق احکامات پہنچانا اور مناسک و شعائر سکھانا باقی رہ گیا تھا۔ اس مقصد کے لیے اسلامی ریاست کے اطراف واکناف میں اعلان کروا دیا گیا کہ رسول کریم ﷺ اس سال حج کی ادائیگی کے لیے جارہے ہیں تاکہ لوگ جوق درجوق اس سفر میں آپ ﷺ کی رفاقت و معیت اختیار کر کے حج کے درست افعال اور مناسک سیکھ سکیں۔ حضور ﷺ کے حج کے مختصر طریقہ کے متعلق مسندِ ابو یعلیٰ میں تین روایات منقول ہیں۔ یہ تمام روایات حضرت جابرؓ سے مروی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِسْعًا بِالْمَدِينَةِ لَمْ يَحُجّ. ثُمَّ أَذَنَ فِي النَّاسِ بِالْخُرُوجِ ، فَلَمَّا جَاءَذَا الْحُلَيْفَةِ،وَلَدَتْ أَسْمَاءبِنْتُ عُمَيْس مُحَمَّدَبْنَ أَبِي بَكْرٍ،فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : (اغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ،وَأَهِلِي) قَالَ: فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا اطْمَأَنَّ صَدْرُ رَاحِلَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى ظَهْرِالْبَيْدَاءِ ، أَهَلَّ وَأَهْلَلْنَا...فقال سراقة بن مالك بن جعشم : يارسول الله ألعامنا هذا أَم للأَبد ؟ قال : لا ، بل للأَبد ، دخلت العمرة فِي الحج وشبك بَيْنَ أَصابعه"[25]

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نو (۹) مدینہ شریف میں مقیم رہے لیکن حج ادا نہیں کیا پھر حج کے لیے نکلنے کا اعلان فرمایا، جب آپ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیسؓ کے ہاں محمد بن ابو بکرؓ پیدا ہوئے، آپ ﷺ نے انہیں غسل کر

کے اپنی شرمگاہ پر کپڑا رکھ کر احرام باندھنے کا حکم دیا، آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے حج کے لیے احرام باندھ کر جب مکّہ پہنچے تو آپ ﷺ نے حجرِ اسود کو بوسہ دے کر تین چکروں میں رمل اور باقی چار چکروں میں اپنی عام حالت پر چلتے ہوئے طواف مکمل کیا، مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نفل ادا کیے، پھر صفا و مروہ پر سعی کی، آپ ﷺ نے قربانی کے تریسٹھ اونٹ اپنے دستِ اقدس سے اور باقی پینتیس اونٹ حضرت علیؓ نے نحر کیے آپ ﷺ نے ان قربانیوں میں گوشت لے کر پکا کر تناول کیا۔ سراقہ بن مالک بن جعشمؓ نے عرض کی: یارسول ﷺ! کیا ہمارا عمرے کو حج میں شامل کرنا اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ ہمیشہ کے لیے عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔

مذکورہ روایت سے یہ فقہی مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ اگر کسی عورت کو دورانِ حج و عمرہ مخصوص ایام شروع ہو جائیں تو وہ درج بالا روایت کے مطابق اپنی شرمگاہ پر کپڑا رکھ کر اپنی عبادت مکمل کرے۔

دوسری روایت (٦٧٠٧) درج بالا روایت کے الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

تیسری روایت مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔

"حَدَّثَنَاجَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ "[26]

"حضرت جعفر بن محمد فرماتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ ہم حضرت جابر بن عبد اللہؓ کے پاس آئے تو انہوں نے اس کی مثل حدیث ذکر کی"

منیٰ میں قیام:

ذوالحجہ کو عازمِ حج نماز فجر مکہ میں ادا کر کے سورج نکلتے ہی منیٰ کی طرف قیام کی غرض سے روانہ ہوتے ہیں، یہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کی جاتی ہے۔ رات کا قیام بھی یہیں ہوتا ہے، ۹ ذوالحجہ کی نمازِ فجر بھی منیٰ میں ادا کی جائے۔ آپ ﷺ کے منیٰ میں قیام کے حوالے سے چار روایات کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔ پہلی دو روایات حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ بِمِنًى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ ، وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ"[27]

اس روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے یومِ ترویہ (آٹھ ذوالحجہ) کو منیٰ میں ظہر اور عصر، عشاء اور فجر کی نمازیں ادا کیں۔

دوسری روایت کے مطابق آپ ﷺ نے یومِ ترویہ (آٹھ ذوالحجہ) کو ظہر کی نماز اور یومِ عرفہ (نو ذوالحجہ) کو فجر کی نماز منیٰ میں ادا کی۔

"صلَى رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرُ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ، وَالْفَجْرُ يَوْمَ عَرَفَةَ بِمِنًى"[28]

تیسری روایت کے مطابق آپ ﷺ نے نمازِ ظہر منیٰ میں اور نمازِ عصر کی ادائیگی وادی ابطح میں کی۔ یہ روایت حضرت انسؓ سے مروی ہے، جب آپؓ سے رسول اکرم ﷺ کے ترویہ کے دن نمازوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا:

"رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ فَقَالَ : بِمِنًى ، قُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ فَقَالَ: بِالْأَبْطَحِ "(29)

چوتھی روایت میں مطلق نماز کی ادائیگی کا ذکر ہے، نمازوں کے نام ذکر نہیں کیے گئے۔ روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا:

" صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ "(30)

(میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں)

مذکورہ روایت سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا منیٰ میں دو رکعت ادا کرنا نمازِ قصر پر دلالت کرتا ہے۔

وقوفِ عرفات:

میدانِ عرفات کے اس قیام کو وقوفِ عرفات کہتے ہیں، یہ حج کا سب سے اہم رکن ہے اور حج کے فرائض میں شامل ہے۔ اس کی اہمیت اس امر سے واضح ہوتی ہے کہ اگر کوئی عازمِ حج یہاں پہنچنے سے رہ جائے تو اس کا حج نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کی تلافی کی کوئی گنجائش ہے۔ اس ضمن میں دو روایات کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں روایات حضرت علیؓ سے مروی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"وَقَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِعَرَفَةَ وَقَالَ : هَذِهِ عَرَفَةُ ، وَهَذا الْمَوْقِفُ ، وَجمع كُلُّهَا مَوْقِفٌ، ثُمَّ أَفَاضَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، وَأَرْدَفَ أَسَامَةَ...ثم أَتى البيت فطاف به، ثُمَّ أَتى زمزم، فقال: يابني عبدالمطلب سقايتكم، لو لا أن يغلبكم الناس لنزعتُ " (31)

اس روایت کا خلاصہ ہے رسول کریم ﷺ کے میدانِ عرفات میں قیام کیا اور فرمایا: یہ عرفات سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے، آپ ﷺ غروب آفتاب کے وقت حضرت اُسامہؓ کو اپنے پیچھے سوار کر کے روانہ ہوئے اور مزدلفہ میں دو نمازیں اکٹھی ادا کر کے میدانِ منیٰ میں تشریف لائے، وہاں قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے اپنے ضعیف والد کی طرف سے حج ادا کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اسے اپنے والد کی طرف سے حج ادا کرنے کا حکم دیا۔ ایک شخص نے حلق سے پہلے کنکریاں مارنے اور ایک آدمی نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کے متعلق سوال کیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ آپ ﷺ خانہ کعبہ کے پاس آئے اس کا طواف کیا، پھر آپ زم زم کے پاس آئے اور فرمایا: اے بنی عبد المطلب! پانی کے ڈھول نکالو! اگر مجھے تم پر لوگوں کے غلبہ کا خدشہ نہ ہوتا تو میں بھی تمہارے ساتھ خود پانی نکالتا۔

دوسری روایت (۵۴۰) مذکورہ روایت کے مفہوم کے ساتھ موجود ہے۔

قیامِ مزدلفہ:

مزدلفہ میں ٹھہرنا حج کے اہم مناسک میں شامل ہے اور حج کے مناسک میں واجب کا درجہ رکھتا ہے۔ عازمِ حج کے لیے نو (۹) ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب کے وقت مغرب کی نماز ادا کیے بغیر مزدلفہ پہنچنا ضروری ہے، یہاں پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی ادا کی جائیں اور پھر رات کا قیام بھی مزدلفہ میں کیا جائے۔ اس ضمن میں مسندِ ابو یعلیٰ کی پانچ روایات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پہلی روایت

(۲۱۲۲) حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ اس روایت کا اکثر حصہ دو احادیث (۲۰۲۳، ۶۷۰۷) میں ذکر ہوا ہے جن کا ذکر "آپ ﷺ کا حج کے لیے نکلنا" کے عنوان میں کر دیا گیا ہے۔ آخر میں درج ذیل پیراگراف کا اضافہ ہے۔

"قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قد نحرت هاهنا ومنى كلها منحر ، ووقف ثم قال : قد وقفت هاهنا وعرفة كلها موقف ، ووقف بالمزدلفة فقال : قد وقفتُ هاهنا والمزدلفة كلها موقف " (32)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے یہاں ذبح کیا جب کہ منیٰ سارے کا سارا قربانی کرنے کی جگہ ہے، آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں نے یہاں پر وقوف کیا جبکہ عرفہ (میدان عرفات) سارے کا سارا موقف (ٹھہرنے کی جگہ) ہے، اسی طرح آپ ﷺ مزدلفہ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں یہاں ٹھہرا ہوں، مزدلفہ سارے کا سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

دوسری روایت کے مطابق جب آپ ﷺ سے قیامِ عرفات و مزدلفہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے ان دونوں کو جمع کیا اس کا حج مکمل ہو گیا اور جس نے ان کو جمع نہ کیا اس کا حج ادا نہیں ہوا۔ یہ روایت حضرت عروہ بن مضرسؓ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا:

"أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ،فَقُلْتُ:يَا رَسُولَ اللهِ،إِنِي أفضتُ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:مَنْ أَدْرَكَ جَمْعًا فَوَقَفَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يُفِيضَ : فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ، وَمَنْ لَمْ يُدْرِكْ جَمْعًا : فَلَا حَجَّ لَهُ"(33)

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں عرفات سے آیا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے (عرفات و مزدلفہ کو) جمع کیا، (یعنی جو مزدلفہ گیا) امام کے ساتھ ٹھہرا، یہاں تک کہ امام واپس آ گیا تو اس نے حج کو پالیا، اور جس نے جمع کو نہ پایا (یعنی مزدلفہ نہ گیا) اس کا حج نہیں ہوا۔

تیسری روایت میں نبی اکرم ﷺ کے مزدلفہ میں دو نمازوں کو ملا کر الگ الگ اقامت کے ساتھ پڑھنے کا ذکر ہوا ہے۔ یہ روایت حضرت عبد اللہؓ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَهُمَا بِالْمُزْدَلِفَةِ، وَصَلَّى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِإِقَامَةٍ، وَلَمْ يَتَطَوَّعُ قَبْلَ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا وَلَا بَعْدَهَا"(34)

چوتھی روایت میں آپ ﷺ کے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی ادا کرنے کا ذکر ہے۔ یہ روایت حضرت عبد اللہؓ سے مروی ہے۔

آپؓ نے فرمایا:

"مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِوَقتها،إِلَّا صَلَاتَين رَأَيْتُهُ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاء جَمِيعًا بِالْمُزْدَلِفَةِ..."(35)

پانچویں روایت (۵۲۴۲) بھی حضرت عبد اللہؓ سے مذکورہ روایت کے مفہوم کے ساتھ منقول ہے۔

مذکورہ روایات سے واضح ہوتا ہے کہ عازمِ حج کے لیے آنے والے شخص پر وقوفِ مزدلفہ واجب ہے۔

رمی جمرات:

حج کے مناسک میں ایامِ رمی (۱۱، ۱۲، ۱۳) ذوالحجہ کو جمرات کو کنکریاں مارنے کی اصطلاح کو "رمی جمرات" کہتے ہیں۔ رمی کا وقت گیارہویں اور بارہویں ذوالحجہ کو زوال کے بعد لے کر غروبِ آفتاب تک ہوتا ہے۔ پہلے جمرہ اولیٰ، پھر جمرہ وسطیٰ اور آخر میں جمرہ عقبہ کو سات سات کنکریاں بالترتیب مارنا ضروری ہے۔ ذیل میں حضور ﷺ کی رمی کی پانچ روایات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پہلی روایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ اس روایت کا خلاصہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رمی کے لیے سات کنکریاں منگوائیں اور اس سات کے عدد میں زیادتی کرنے سے اپنی اُمت کو منع فرمایا۔ فرمایا:

"قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ غَدَاةَ الْجَمْرَةِ : هَاتِ الْقُطِ لِي . فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ مِنْ حَصَى الْخذْفِ ... نَعَمْ بِأَمْثَالِ هَؤُلَاءِ. وَإِيَّاكُمْ وَالغُلُو فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ"(36)

دوسری روایت (۵۱۶۳) حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے۔ اس روایت میں حج کے دوران جمرات پر سات کنکریاں پھینکنے کا ذکر ہے۔ تیسری روایت (۵۵۵۲) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ اس روایت میں آپ ﷺ کے تینوں جمرات کو سات سات کنکریاں مارنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ چوتھی روایت (۶۶۸۵) حضرت فضل بن عباسؓ اور پانچویں روایت (۲۶۸۹) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں۔ ان دونوں روایات میں جمرہ کو کنکریاں مارتے ہوئے مسلسل تلبیہ پڑھنے کی سنت کا ذکر ہے۔(37)

قربانی کرنا:

میدانِ منیٰ میں عازمینِ حج کی قربانی اس عظیم منظر کی یاد تازہ کرنے کے لیے ہے کہ جب حکمِ ربّانی کی تعمیل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لیے اسی میدان میں لے آکر آئے تھے۔ اس واقعہ کی یاد کو تازہ اور دوام بخشنے کے لیے حجاج کو حکم دیا گیا کہ وہ دس (۱۰) ذوالحجہ کو اسی میدان میں اپنے جانور لا کر قربان کریں۔ رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے ضمن میں مسندِ ابو یعلیٰ کی پانچ روایات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پہلی روایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَبَحَ ثُمَّ حَلَقَ"(38)

(نبی کریم ﷺ نے قربانی کی پھر حلق کروایا)

دوسری روایت میں آپ ﷺ کے آٹھ ذی الحجہ کو حج کے لیے احرام باندھنے اور قربانی کے طور پر سات اونٹ اور دو مینڈھے ذبح کرنے کا ذکر ہوا ہے۔(39) تیسری روایت میں آپ ﷺ نے قربانی کرنے سے پہلے احرام کھولنے سے منع کیا اور سات اونٹ نحر کیے۔(40) چوتھی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے نحر کے دن (دس ذوالحجہ) جمرہ کی رمی کی پھر آپ نے قربانی کرنے کا حکم دیا تو قربانیاں کی گئیں اور اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے بالوں کا حلق کروا کے اپنے بال صحابہ کرام میں تقسیم کیے۔(41) یہ تینوں روایات حضرت انسؓ سے مروی ہیں۔ پانچویں روایت محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے۔ یہ روایت بھی گزشتہ روایت کی مثل ہے، اس میں آپ ﷺ کا اپنے بال مبارک حضرت اُمِ سلیمؓ کو عطا کرنے کا ذکر ہے۔(42)

مذکورہ روایات سے واضح ہوتا ہے کہ عازمِ حج کے لیے قربانی کرنے کے بعد اپنا حلق کروانا مناسکِ حج میں شامل ہے۔

حلق و قصر والوں کے لیے دعا:

شریعتِ اسلامیہ میں حج یا عمرہ کرتے وقت بالوں کو کٹوانے یا منڈھوانے دونوں کی اجازت ہے لیکن حلق کروانے والوں کے لیے آپ ﷺ نے خصوصی دعا کا اہتمام فرمایا۔اس ضمن میں مسندِ ابو یعلی کی ایک روایت ذکر کی جاتی ہے۔یہ روایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔فرمایا:

" أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِقِينَ) فَقَالَ رَجُلٌ : وَالْمُقَصِرِينَ ، فَقَالَ : (اللَّهُمَّ اغْفِرُ لِلْمُحَلِقِينَ).قَالَ فِي الثَّالِثَةِ۔ أَوِالرَّابِعَةِ : وَالْمُقَصِّرِينَ"(43)

اس روایت کا خلاصہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ دعا کی: اے اللہ! حلق کرنے والوں کو بخش دے! ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! قصر کرنے والوں کے لیے بھی دعا کیجیے! آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ یا چوتھی مرتبہ دعا کی: اور قصر کرنے والوں کو بھی بخش دے۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ حج و عمرہ کے موقع پر عازم کے لیے بالوں کا حلق کروانا، قصر کروانے سے افضل ہے۔

سواری پر طواف اور حجرِ اسود کا بوسہ:

بیت اللہ شریف کے ارد گرد سات چکر لگانے کو طواف کہتے ہیں، مناسکِ حج میں طواف کو واجب کا درجہ حاصل ہے، محرم کے لیے افضل تو یہ ہے کہ پیدل طواف کرے لیکن بامرِ مجبوری یا معذوری کی بناء پر سوار ہو کر طواف کرنا بھی جائز ہے۔طواف کا آغاز حجرِ اسود کے استلام یعنی بوسہ سے شروع کیا جائے لیکن ہجوم کی صورت میں حجرِ اسود کو اشارہ سے سلام کرنا ہی کافی ہے۔ذیل کی پانچ روایات میں حضور ﷺ کے بیت اللہ شریف کے طواف کرنے کی کیفیت کا بیان کیا جاتا ہے۔پہلی روایت حضرت ابو طفیلؓ سے مروی ہے۔آپ نے فرمایا:

" رأيتُ رسول الله ﷺ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَلَى نَاقَتِهِ ، يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِمِحْجَنٍ مَعَهُ"(44)

اس روایت کا خلاصہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کرتے ہوئے اپنی چھڑی کے ساتھ حجرِ اسود کو سلام کیا۔دوسری روایت (۹۲۴) حضرت قدامہ بن عبد اللہؓ سے مذکورہ روایت کے مفہوم کے ساتھ موجود ہے۔تیسری روایت میں آپ ﷺ کے فتح مکّہ کے دن چھڑی کے ساتھ استلام کا ذکر ہے۔(45) چوتھی روایت میں حضور ﷺ کے حجرِ اسود کو بوسہ دینے کا ذکر ہے۔(46) یہ دونوں روایات حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہیں۔پانچویں روایت بھی حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔اس روایت میں حضور ﷺ کے حجرِ اسود کو بوسہ دیتے وقت تلبیہ پڑھنے کا ذکر ہوا ہے۔(47) مذکورہ روایات سے واضح ہوتا ہے کہ سواری پر بیٹھ کر بھی طواف کیا جاسکتا ہے، اور حجر اسود کو بوسہ دیا جائے یا اشارہ کیا جائے دونوں صورتوں میں استلام کی ادائیگی ہو جائے گی۔

رکن یمانی کا بوسہ:

طواف کی ابتداء تو حجرِ اسود کے بوسہ سے ہوتی ہے لیکن رسول اکرم ﷺ نے حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے بعد کعبۃ اللہ کے رکنِ یمانی کو بھی بوسہ دیا۔یہ روایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔آپ نے فرمایا:

"كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ الرُّكْنَ الْيَمَانِي : وَيَضَعُ خَدَّهُ عَلَيْهِ"(48)

اس روایت میں آپ ﷺ کے رکنِ یمانی کے بوسہ لینے اور اس پر اپنا رخسار رکھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

رمل کرنا:

عازم کے لیے دورانِ طواف رمل کرنا ضروری ہے، رمل سے مراد طواف کے پہلے تین چکروں میں پہلوانوں کی طرح خوب اکڑ اکڑ کر تیزی سے چلنا ہے، جس سے طواف کرنے والا طاقت ور معلوم ہو۔ باقی چار چکر عام حالت میں مکمل کرنا۔ خواتین رمل سے مستثنیٰ ہیں۔ مسند ابو یعلیٰ کی دو روایات میں نبی اکرم ﷺ کے دورانِ طواف رمل کی کیفیت کو بیان کیا جاتا ہے۔ پہلی روایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ اعْتَمَرُوامِنَ الْجِعْرَانَةِ، فَرَمَلُوابِالْبَيْتِ ثَلَاثًا وَمَشَوْا أَرْبَعًا" (49)

اس روایت کا خلاصہ ہے کہ آپ ﷺ نے طواف کرتے وقت پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور باقی چار چکروں میں اپنی اصلی حالت پر چلے۔

دوسری روایت حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے۔ اس روایت میں نبی اکرم ﷺ کے پتھر سے پتھر (یعنی حجرِ اسود سے شروع کر کے حجرِ اسود تک اختتام) تک رمل کی کیفیت کا ذکر ہے۔(50)

مذکورہ روایات سے واضح ہوتا ہے کہ طواف کرنے والا پہلے تین چکروں میں اکڑ اکڑ کر چلے اور باقی چار چکروں میں اپنی اصلی حالت میں بیت اللہ کا چکر لگائے۔

تلبیہ کا تسلسل قائم رکھنا:

حج اور عمرہ کے دوران عازم جو مخصوص الفاظ پڑھتا ہے انہیں تلبیہ کہتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ حج اور عمرہ کے تمام مناسک ادا کرتے وقت مسلسل اپنی زبانِ مبارک سے تلبیہ کے الفاظ تلاوت فرماتے رہتے، اس ضمن میں مسندِ ابو یعلیٰ کی کل نو (۹) روایات کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔ پہلی سات روایات حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

" أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى بَلَغَ الْجَمْرَةَ"(51)

(رسول اللہ ﷺ مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ جمرہ تک پہنچ گئے)

دوسری روایت میں جمرہ کا کنکریاں مارنے تک مسلسل تلبیہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"وَكَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ – قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ: أَيُّهَا النَّاسُ!– حِينَ دَفَعُوا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ مُحَسرًا وَهُوَ مِنْ مِنًى قَالَ: عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي يُرْمَى بِهِ الْجَمْرَةُ . وَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ"(52)

اس روایت کا خلاصہ ہے کہ وہ عرفات کی شام اور مزدلفہ کی صبح رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! سکون اختیار کرو! آپ ﷺ اپنی اونٹنی کو تیز چلنے سے روک رہے تھے، یہاں تک کہ منیٰ کی بستی وادی محسر میں داخل ہوئے،

آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ ٹھیکری کی کنکری، جس کے ساتھ جمرہ کو مارا جائے، آپ ﷺ جمرہ کو کنکری مارنے تک مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے۔

تیسری روایت میں جمرہ عقبہ پر رمی کرنے کے بعد تلبیہ کے اختتام کا ذکر ہے۔[53] چوتھی روایت میں جمرہ عقبہ پر رمی کرتے وقت مسلسل تلبیہ پڑھنے کا ذکر ہے۔[54] جب کہ پانچویں روایت مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"كُنْتُ رِدْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَعْرَابِيٌّ مَعَهُ ابْنَةٌ لَهُ حَسْنَاء، فَجَعَلَ يَعْرِضُهَا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَجَاءَ أَنْ يَتَزَوَّجُهَا قَالَ : فَجَعَلْتُ الْتَفِتُ إِلَيْهَا ، وَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْخُذُ بِرَأْسِي فَيَلْوِيهِ ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ"[55]

اس روایت کا مفہوم ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے، ایک اعرابی اپنی خوبصورت بیٹی کے ساتھ آیا، اس نے رسول کریم ﷺ کو اس اُمید پر اپنی عرض پیش کی کہ وہ اس کی شادی کرے گا، آپ نے اس (عورت) کی طرف پوری توجہ سے دیکھا (آپ ﷺ نے جب اس عمل کو دیکھا) تو ان کے سر کو پکڑ کر مروڑا (یعنی دوسری طرف پھر دیا) اس حال میں کہ آپ ﷺ تلبیہ پڑھ رہے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جمرہ عقبہ پر رمی فرمائی۔

مذکورہ روایت سے واضح ہوتا ہے کہ ایک سرپرست کے لیے اپنے ماتحتوں کو برائی سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرنا سنتِ نبوی ہے۔

چھٹی روایت میں بیان ہوا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مسلسل تلبیہ پڑھتے ہوئے جمرہ عقبہ پر رمی فرمائی،[56] جب کہ ساتویں روایت میں ذکر ہوا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جمرہ عقبہ پر سات کنکریوں سے رمی فرماتے ہوئے مسلسل تکبیر پڑھی۔[57] آٹھویں روایت (۴۵۸) اور نویں روایت (۳۱۶) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ ان روایات کے مطابق آپ ﷺ نے جمرات تک پہنچنے تک مسلسل تلبیہ کہا۔

مذکورہ روایات سے واضح ہوتا ہے کہ حج و عمرہ کی تمام ارکان کی ادائیگی کے وقت مسلسل تلبیہ کہنا سنتِ نبوی ہے۔

حج و عمرہ کا اکٹھا تلبیہ کہنا:

شریعتِ اسلامیہ میں ہر معاملے میں انسانیت کے لیے سہولت اور آسانی رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"[58]

(اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تمہارے لیے سہولت اور نہیں چاہتا تمہارے لیے دشواری)

اسی حکمِ قرآنی کے تحت حج اور عمرہ کا تلبیہ اکٹھا کہنے کی بھی اجازت ہے۔ ذیل کی آٹھ (۸) روایات میں نبی کریم ﷺ کے حج اور عمرہ کے اکٹھا تلبیہ کہنے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ تمام روایات حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں

" مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مَعًا"[59]

(نبی اکرم ﷺ نے حج اور عمرہ کا تلبیہ اکٹھا پڑھا)

دوسری روایت (۴۱۴۰) مذکورہ روایت کے مفہوم کے ساتھ منقول ہے، جب کہ تیسری روایت میں چند مختلف الفاظ موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا:

”سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجٍّ“[60]

(میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ کا تلبیہ اکٹھا پڑھتے ہوئے سنا)

چوتھی روایت مذکورہ بالا روایت کے الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔ اس روایت میں ”مَعا“[61] کے لفظ کا اضافہ ہے۔

پانچویں روایت درج ذیل مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔

”سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُلَبِّي بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا، وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتُصِيبُ رُكْبَتَهُ“[62]

آپ نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ کا تلبیہ اکٹھے کہتے ہوئے سنا، جب کہ ان کا گھٹنا آپ ﷺ کے گھٹنے کے ساتھ لگ رہا تھا۔

چھٹی روایت میں بیداء کے مقاپ پر عمرہ اور حج دونوں کے تلبیہ کا ذکر ہے۔

”أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْبَيْدَاءِ وَهُوَ رِدْفَ أَبِي طَلْحَةَ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ“[63]

اس روایت کا خلاصہ ہے آپ نے نبی کریم ﷺ بیداء کے مقام پر عمرہ اور حج دونوں کا تلبیہ کہتے ہوئے سنا۔

ساتویں روایت درج ذیل مختلف الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

” عَنِ النبیﷺ وَأَنَا عِنْدَ فَخِذِهِ الْيُمْنَى أَوِالْيُسْرَى : لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجٍّ“[64]

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آپؓ نبی کریم ﷺ کی دائیں یا بائیں ران کے پاس تھے، آپ ﷺ نے حج و عمرہ دونوں کا تلبیہ پڑھا۔

آٹھویں روایت درج ذیل لفظی اختلاف کے ساتھ مروی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا، قَالَ:فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لابْنِ عُمَرَ فَقَالَ:أَهَلَّ بِالْحَجِّ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَنَسٍ، فَقَالَ:مَا يَعُدُّونَا إِلَّا صِبْيَانًا“[65]

اس روایت کا خلاصہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کا اکٹھا تلبیہ پڑھا، راوی نے یہ بات حضرت ابن عمرؓ کے سامنے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے صرف حج کا تلبیہ پڑھا تھا، راوی نے یہ بات حضرت انسؓ سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا: وہ ہمیں بچوں میں ہی شمار کرتے ہیں۔ مذکورہ روایات سے واضح ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ کا تلبیہ بغرضِ سہولت اکٹھا کہنا بھی جائز ہے۔

تلبیہ کے الفاظ:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو شریعت کے تمام احکام سکھا دیے صرف حج کے احکام و مناسک سکھانا باقی تھا، اسی مقصد کے لیے اتنی بڑی تعداد میں صحابہ کرام کو سفرِ حج میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی، حضور ﷺ نے امت کو جہاں حج کے تمام مناسک کی تعلیم دی وہاں تلبیہ کے الفاظ بھی سکھائے کہ کن الفاظ سے تلبیہ کہا جائے۔ اس ضمن میں مسندِ ابو یعلیٰ کی سات (۷) روایات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پہلی دو روایات حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُلَبِّي: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ"(66)

رسول اللہ ﷺ ان الفاظ کے ساتھ تلبیہ کہتے تھے: "میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بے شک تمام خوبیاں اور نعمتیں سب تیری ہیں اور تیری ہی بادشاہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

دوسری روایت (۲۷۶۰) بھی حضرت انسؓ اور تیسری روایت (۵۷۸۹) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مذکورہ روایت کے الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

چوتھی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے درج ذیل مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ آپ فرماتی ہیں:

"إِنِّي لَأَعْلَمُ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يلبى فَكَانَتْ تُلبّي : لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ . لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ"(67)

میں جانتی ہوں رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ کیسا تھا؟ آپ ﷺ کا تلبیہ "حاضر ہوں میں اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں سب تیرے ہی لیے ہیں۔

پانچویں روایت (۵۰۰۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مذکورہ الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

چھٹی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس روایت مذکورہ الفاظ کے بعد درج ذیل الفاظ کا اضافہ ہے۔

"قَالَ ابْنُ عُمَرَ، وَزِيدَ : لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءِ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ"(68)

حضرت ابن عمرؓ تلبیہ کے مذکورہ الفاظ میں درج ذیل چند الفاظ کا اضافہ کیا کرتے تھے۔

"لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ،لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ،وَالْخَيْرُفِي يَدَيْكَ،لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءِإِلَيْكَ وَالْعَمَلُ"

ساتویں روایت (۵۷۷۸) بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

یوم عرفہ اُمت کی بخشش کے لیے دعا:

عرفہ کا دن خصوصی اہمیت کا حامل ہے، اللہ تعالیٰ نے اس دن کو باقی تمام دنوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی خاص رحمت فرماتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ویسے تو ہمہ وقت اپنی امت کی بخشش کے لیے دعائیں فرماتے رہتے تھے لیکن آپ ﷺ نے خاص طور پر اس دن اپنی امت کے لیے دعاؤں کا اہتمام کیا۔ اس ضمن میں مسندِ ابو یعلیٰ کی ایک روایت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ روایت حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَعَاعَشِيَّةَعَرَفَةَلِأُمَّتِهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ ، وَأَكْثَرَ الدُّعَاءِ ، فَأَجَابَهُ الله:أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ وَغَفَرْتُ لِأُمَّتِكَ إِلَّا ظُلْمَ بَعْضِهِمْ بَعْضًا...قَالَ:تبسمتُ من عدو الله إبليس ، حين علم

أَنّ الله قد أَجا بنّي فِي أُمتي وغفر للظالم أَموى يدعوبالثبور والويل ، ويحثو التراب على رأسه ، وَقَالَ مرة : فضحكت من جزعه " (69)

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام اپنی امت کے لیے کثرت کے ساتھ بخشش ورحمت کی دعا کی، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور فرمایا: میں آپ کی اُمت میں سے ظالم کے علاوہ سب کو بخشوں گا، آپ ﷺ نے دوبارہ دعا کی اور عرض کی: اے رب! تو قادر ہے، ظالم کو معاف کر دے مظلوم کو اس پر ظلم کا اس سے بڑھ کر اجر دے! آپ شام تک یہ دعا مانگتے رہے، جب دوسرے دن مزدلفہ میں صبح ہوئی تو آپ نے دوبارہ اپنی امت کے لیے یہی دعا کی، نبی کریم ﷺ نے تھوڑی ہی دیر کے بعد تبسم فرمایا، بعض صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ نے اس وقت کیوں تبسم فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ کے دشمن ابلیس کو دیکھ کر تبسم کیا ہے، جس وقت اس کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے حوالے سے میری دعا قبول فرمائی ہے اور ظالم کو معاف کر دیا ہے، حالاں کہ وہ ہلاکت اور فریاد کر رہا تھا اور اپنے سر پر مٹی ڈال رہا تھا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: میں اس کے اس جزع وفزع کو دیکھ کر ہنس پڑا۔

مذکورہ روایت سے واضح ہوتا ہے کہ عرفہ کا دن دعاؤں کی قبولیت کے حوالے سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے اس روز کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کی جائیں۔

سعی کرنا:

طواف کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا مناسکِ حج کا اہم رکن ہے، اور اسے واجب کا درجہ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پہاڑیوں کو شعائر اللہ قرار دیا ہے۔(70) یہ دونوں وہ پہاڑ ہیں جن کے درمیان حضرت ہاجرہؑ نے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے، آپ کی اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں۔ ذیل کی ایک روایت میں حضور نبی اکرم ﷺ کی سعی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ روایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ النَّاسَ قُوَّتَهُ"(71)

رسول اللہ ﷺ نے کعبہ شریف اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کی تاکہ لوگ آپ ﷺ کی قوت دیکھ لیں۔

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ عازم سعی کرتے ہوئے بھرپور قوت کا مظاہرہ کرے اور کسی بھی طرح کمزوری نہ دکھائے۔

اونٹنی پر خطبہ دینا:

رسول اکرم ﷺ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا، اس ضمن میں مسندِ ابو یعلیٰ کی دو روایات ذکر کی جاتی ہیں۔ پہلی روایت حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِمَنًى "(72)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو نحر کے دن سواری پر منیٰ میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔

دوسری روایت کے مطابق آپ ﷺ نے خطبہ منیٰ کے مقام پر ارشاد فرمایا لیکن اس روایت میں سواری پر سوار ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا:

" خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بِمَنِّي، بِنَحوِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرَةَ" (73)

(رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نحر کے دن منیٰ میں خطبہ دیا، یہ حدیث ابو بکرہ کی حدیث کی مانند ہے)

مذکورہ روایات سے واضح ہوتا ہے کہ تمام اہم مواقع پر اور خصوصاً حج کے موقع پر امام بلند جگہ پر کھڑا ہو کر خطبہ ارشاد فرمائے تاکہ سنتِ نبوی پر بھی عمل ہو اور تمام لوگ امام کو دیکھ سکیں۔

سود کی حرمت:

اسلام سے قبل لوگ سودی نظام میں بری طرح جکڑے ہوئے تھے۔ اوائلِ اسلام میں سودی لین دین سے منع نہیں کیا گیا، لیکن دین اسلام نے واضح طور پر اس کی حرمت کا اعلان فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا الرِّبٰٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ "(74)

(اے ایمان والو! نہ کھاؤ سود دوگنا چوگنا کر کے اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم فلاح پاجاؤ)

رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سود کو کلیتاً حرام قرار دے دیا۔ اس ضمن میں مسندِ ابو یعلیٰ کی ایک روایت کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ روایت ابو حرہ القاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"كُنْتُ آخِذًا بِزِمَامِ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَقَالَ: فِيمَا يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ كُلَّ رِبًّامَوْضُوعٌ، وَإِنَّ أَوَّلَ رِبًا يُوضَعُ رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ،لَكُمْ رؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ"(75)

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے حجتہ الوداع کے موقع پر ایامِ تشریق کے درمیان میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اپنے ارشادات میں فرمایا: اے لوگو! ہر سود ختم ہے، بے شک سب سے پہلے عباس بن عبد المطلب کا سود ختم کیا جاتا ہے، تمہارے لیے تمہارے اموال کے حصوں سے اصل زر ہے، نہ تم ظلم کرو! نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

مذکورہ روایت سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت محمدی میں اس وقت سے لے کر قیامت تک ہر قسم کا سودی لین دین اور معاملہ کرنا کلیتاً حرام ہے۔ ڈاکٹر رمضان البوطیؒ مذکورہ خطبہ کے ضمن میں "فقہ السیرۃ" میں رقم طراز ہیں:

"فماالمعنى الذى تتضمنةصيغة هذا القرار؟ انه يقول : ان كل ما كانت الجاهلية تفخر وتتمسك به من تقاليد العصبية والقبلية ، وفوارق اللغة والانساب والعرق ، واستعباد الانسان اخاه باغلال الظلم والمراباة ... واعلن انها عادت حثالة مدفونة تحت قدميه ، كى يثبت للدنيا كلها ويسجل على مسمع القرون والاجيال ، انه من تائه يزعم التقدم الفكرى اذا يعمد فينبش شيئا من هذا الدفين القديم "(76)

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ اس فرمانِ مقدس کے الفاظ اپنے اندر کیا مفہوم رکھتے ہیں؟ اس سے مراد یہ کہ زمانہ جاہلیت کی تمام عادات واطوار جو فخر ومباہات پر مبنی تھیں، ان میں عصبی اور قبائلی رسوم ورواج، زبان اور نسل کی تفریق، جھوٹے تفاخر، انسانوں کی غلامی، دوسروں کا ناحق مال کھانا اور ہر قسم کے ظلم وجبر آج کے دن سب باطل ہوگئے اور اپنی موت آپ مر گئے، آج یہ سب متعفن مردے کی مثل ہیں، اب شریعتِ الٰہی نے خرافات کے اس مردار کو زمین میں گھاڑ دیا ہے، آج کے دن ان غلط رسوم کو کردار مسلمانوں کی زندگی سے ختم ہو کر قدموں تلے روند دیا گیا ہے، یقیناً یہ ایک ناپاکی تھی جو ختم ہوگئی، ایک گمراہی تھی جو واپس لوٹ چکی اور ایک اندھیرا تھا جو چھٹ چکا ہے۔

اب کون خرافات کے اس گھڑے ہوئے متعفن مردے پر سے مٹی ہٹا کر اسے پھر سے نکالے گا؟ اب کوئی صاحبِ عقل دوبارہ ان نجاستوں میں ملوث ہوگا؟ کون خوددار ایسا ہوگا کہ جن بیڑیوں کو وہ کل تک توڑ چکا تھا، انہیں دوبارہ درست کر کے اپنے پاؤں میں ڈال لے۔

یہ سب جاہلیت کے زمانہ کی غلط رسوم کی پلیدیاں تھیں، جن کو آپ ﷺ نے اس فرمان کے ذریعے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے انسانیت کی فکری وتہذیبی ترقی کے راستے سے دور ہٹا دیا اور یہ اعلان فرمایا: یہ سب کچھ میرے قدموں تلے پامال ہو چکا ہے۔ تاکہ دیناوالوں کے لیے یہ بات ثابت ہو جائے اور آنے والے زمانے اور سب نسلیں اس کو اپنی سماعتوں میں محفوظ کرلیں کہ جو بھی مصلح اور قائد جو (انسانیت کی) فکری ترقی چاہتا ہے، اُس کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ اس قدیم دفینے کو نہ نکالے۔

خطبہ حجۃ الوداع:

حضور نبی اکرم ﷺ نے ۱۰ھ کو اپنا آخری حج ادا فرمایا اور اس کے اگلے برس آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔ اس لیے اس حج کو "حجۃ الوداع" کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے میدانِ عرفات اور منیٰ میں مختلف مواقع پر اہلِ ایمان سے خطاب فرمایا، آپ ﷺ کے خطابات کے اس مجموعے کو "خطبہ حجۃ الوداع" کہا جاتا ہے۔ امام ابو یعلیٰ نے خطبہ حجۃ الوداع کے متعلق دو روایات نقل کی ہیں۔ پہلی روایت حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ابو عمرو عثمانؓ نے فرمایا:

"أَنَّهُ كَانَ يَقُومُ فِي النَّاسِ يَوْمَ الْأَضْحَى وَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَيَقُولُ:إِنِّي شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ـ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ...كَحُرْمَةِيومكم هَذَا،فِي شهركم هَذَا،فِي بلدكم هَذَا،الى يوم تلقونه،ثم قَالَ:اللَّهُمَّ هَل بَلَّغتُ؟يبلغ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ،قَالَ وَابصَةَ:نُشْهَدُعليكم أَشْهَدعَلَيْنا " (77)

اس روایت کا خلاصہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے دن حاضر تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ یوم نحر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ پھر فرمایا: یہ کون سا شہر ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: یہ شہر (مکّہ) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال اور تمہاری عزت اس دن کی طرح اور اس مہینہ کی طرح اور اس شہر کی طرح ایک دوسرے پر ملاقات (قیامت) کے دن تک حرام ہیں،

پھر آپ ﷺ نے عرض کی: اے اللہ! کیا میں نے (تمام احکام کو) پہنچا دیا ہے؟ (جو یہاں) حاضر ہے وہ غائب کو یہ پیغام پہنچا دے! حضرت وابصہؓ نے کہا: ہم آپ پر گواہ ہیں جس طرح آپ ﷺ ہم پر گواہ ہیں۔

دوسری روایت حضرت عاصم بن حکمؒ اپنے بعض اہلِ خانہ سے روایت کرتے ہیں، آپ کہتے ہیں کہ مجھے میرے دادا جان نے فرمایا:

”حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الضَّحَاكِ بْنِ مَخْلِدِ بْنِ الضَّحَاكِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدّثَنَا طَالِبُ بْنُ سَلْمَى بْنِ عَاصِمِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ أَهْلِي ، أَنَّ جَدِى حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ شَهِدَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ فِي خُطْبَتِهِ فَقَالَ: أَلَا إِنَّ أَمْوَالَكُمْ وَدِمَاء كُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ هَذَا الْبَلَدِ فِي هَذَا الْيَوْمِ، أَلَا فَلَا يُعرِفَنَّكُمْ : تَرْجِعُونَ بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ، أَلَّا لِيُبلغ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنِّي لَا أَدْرِى هَلْ أَلْقَاكُمْ هَذَا أَبَدًا بَعْدَ الْيَوْمِ ، اللَّهُمَّ اشْهَدُ عَلَيْهِمِ اللَّهُمَّ بَلَّغتُ“ (78)

اس روایت کا خلاصہ ہے وہ حجتہ الوداع والے خطبہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ شریک تھے، آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: خبر دار! تمہارے اموال اور خون تم پر اس طرح حرام کیے گئے ہیں جس طرح یہ شہر اور یہ دن حرام کیے گئے ہیں۔ خبر دار! تم اس بات میں شہرت نہ پانا کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ، ایک دوسرے کی گردنیں اتارنے لگو! خبر دار! جو حاضر ہے وہ غائب تک (یہ پیغام) پہنچا دے۔ بے شک میں نہیں جانتا کہ کیا میں اس دن کے بعد کبھی تم سے ملوں گا۔ اے اللہ تو ان پر گواہ رہنا! اے اللہ میں نے (تمام احکام) ان تک پہنچا دیے ہیں۔

ڈاکٹر رمضان البوطیؒ مذکورہ خطبات کے ضمن میں ”فقہ السیرۃ“ میں رقم طراز ہیں:

”ویامااعظمهامن سعادة!سعادة رسول الله عليه الصلاة والسلام بشبابه الذى ابلاه وعمره الذى امضاه فى سبيل نشر شريعة ربه جلّ جلاله ، وذلک حينماينظرفيرى حصيلة الجهدالذى قدم والعمرالذى بذل...نشهديارسول الله انک قدبلغت واديت ونصحت،فجزاک الله عناخيرما جوزى نبى عن امته “ (79)

اس عبارت کا مفہوم ہے کہ یہ کتنی عظیم سعادت ہے جو رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہوئی کہ آپ نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی شریعت کو پھیلانے میں صرف کی، اب آپ ﷺ جس طرف بھی نظر دوڑاتے ہیں تو آپ کو اپنی جدوجہد اور اس جدوجہد میں گذری ہوئی عمر کا ماحصل اور نتیجہ مسلمانوں کے اس جمِ غفیر کی صورت میں نظر آتا ہے۔ ہر طرف توحیدِ الٰہی کے نغموں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں، سب کی جبینیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکی ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے لیے یہ بہت بڑی سعادت ہے اور خوشی واطمینان کا لمحہ ہے، آپ ﷺ نے ایک لمبا عرصہ اللہ تعالیٰ کی اس زمین پر دینِ اسلام کی تبلیغ کے راستے میں طرح طرح کی تکالیف کا سامنا کیا، آپ ﷺ نے دین کی خاطر بھوک اور پیاس برداشت کی، صحراؤں اور ویرانوں میں لمبے لمبے سفر طے کیے، لوگوں کی طرف سے ایذاء اور تمسخر کا سامنا کیا، اب اللہ تعالیٰ کے اطاعت گذار بندوں کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دیکھ کر آپ ﷺ خود کو کتنا صاحبِ سعادت محسوس کر رہے تھے، جب صحابہ

کرام نے گواہی دی کہ آپ ﷺ نے پیغامِ حق پہنچا دیا، آپ ﷺ نے حقِ رسالت ادا کر دیا اور آپ ﷺ نے اُمت کی خیر خواہی کا حق ادا کر دیا اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے جو بہتر جزاء ایک نبی کو اس کی امت کی طرف سے دی جا سکتی ہے۔

ماحصل:

مسند ابو یعلیٰ الموصلی میں مذکور روایاتِ سیرت میں سے حضور نبی اکرم ﷺ کے حجۃ الوداع کی ادائیگی سے چند نکات اخذ ہوتے ہیں۔ ان نکات کو اختصار کے ساتھ ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

- دینِ اسلام میں حج ۹ ھ میں فرض ہوا، آپ ﷺ نے اس سال حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیرِ حج بنا کر روانہ کیا، اس سال حج کی ادائیگی کے بعد یہ اعلان کر دیا گیا کہ کوئی بھی مشرک بیت اللہ شریف میں داخل نہیں ہو گا۔ آپ ﷺ کے اس سال حج کے لیے تشریف نہ لانے سبب یہ تھا کہ حرم شریف کے گرد و نواح میں مشرکین کی کثرت تھی اور ان کے بیت اللہ میں داخلہ پر پابندی نہ تھی، جب انہیں حرم میں داخل ہونے سے منع کر دیا گیا تو اس سے اگلے سال ۱۰ھ کو آپ ﷺ اپنے صحابہ کی ایک بہت بڑی تعداد کیساتھ بیت اللہ شریف کے حج کے لیے روانہ ہوئے، اس حج کی ادائیگی کے چندماہ بعد آپ ﷺ کا وصال ہو گیا اس وجہ سے اسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔
- فتح مکّہ کے بعد لوگ جوق در جوق دینِ اسلام میں داخل ہوئے، جزیرۃ العرب میں امن و امان قائم ہو گیا، ملکی حالات ساز گار ہوئے تو آپ ﷺ نے حج کے ذریعے مسلمانوں کی مرکزیت قائم فرمادی، ۹ھ کے حج کی ادائیگی کے بعد یہ اعلان کر دیا گیا کہ آئندہ کوئی مشرک حرم میں داخل نہ ہونے پائے۔
- حضور ﷺ کا حج افراد اور تمتع دونوں طریقوں سے ادا کرنے میں یہ حکمت تھی کہ جس طرح بھی آپ کے کسی اُمتی کو آسانی ہو وہ ویسے ہی حج ادا کر لے۔
- آپ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے جاتے ہوئے جب حضرت اسماء بنت عمیسؓ کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی تو آپ نے انہیں شرمگاہ پر کپڑا رکھ کر احرام باندھنے کا حکم دیا، اس میں یہ حکمت تھی کہ دورانِ حج اگر کسی عورت کے ساتھ یہ معاملہ پیش آ جائے یا مخصوص ایام شروع ہو جائیں تو وہ ان کے طرزِ عمل کو اختیار کرتے ہوئے اپنی اس عبادت کو مکمل کرے۔
- حضور ﷺ کا ذوالحلیفہ کے مقام پر نمازِ عصر کی دو رکعت ادا کرنا نمازِ قصر پر دلالت کرتا ہے۔
- حضور ﷺ نے میدانِ عرفات میں وقوف کرتے ہوئے میدانِ عرفات کو ٹھہرنے کی جگہ قرار دیا۔
- آپ ﷺ نے طواف کی ابتداء حجرِ اسود کو بوسہ دے کر بھی کی اور اپنی چھڑی کے ساتھ استلام بھی کیا آپ کے اس عمل سے واضح ہوتا ہے کہ اگر لوگوں کا ہجوم زیادہ ہو تو استلام کیا جائے تاکہ بیت اللہ کی حرمت پر آنچ نہ آئے۔

- آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے پہلے تین چکروں میں رمل کرنے میں یہ حکمت تھی کہ مشرکین کے لیے اہلِ ایمان کی بھرپور قوت کا اظہار ہو، اور باقی چار چکروں میں اپنے معمول کے مطابق چلتے ہوئے سات چکر مکمل کیے، اس کے بعد مقامِ ابراہیم پر دو نفل ادا کیے۔
- آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کا طواف اونٹنی پر سوار ہو کر کیا اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص معذور ہو یا تھک جائے تو وہ سوار ہو کر بھی اس عبادت کو مکمل کر سکتا ہے۔
- آپ ﷺ نے سعی کا آغاز صفا سے کرتے ہوئے ساتویں چکر میں مروہ پر اس کا اختتام کیا۔
- آپ ﷺ نے منیٰ میں پہنچ کر نمازِ ظہر اور نمازِ عصر کو جمع کیا، یہاں پر ایک عورت نے اپنے صاحبِ استطاعت ضعیف والد کے متعلق جب حج کا پوچھا تو آپ ﷺ نے اسے اپنے والد کی طرف سے حج ادا کرنے کا حکم دیا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حج ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر ہر حال میں ادا کرنا لازم ہے۔
- مزدلفہ پہنچ کر آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازوں کو اکٹھا ادا کیا، اگلے دن نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ مزید یہ کہ قیامِ مزدلفہ کو مناسکِ حج کا لازمی جزو قرار دینے سے اس کے واجب ہونے کا اشارہ ملتا ہے۔
- آپ ﷺ نے منیٰ پہنچ کر تینوں جمرات کو سات سات کنکریاں ماریں اور اس عدد میں زیادتی کرنے سے منع فرمایا۔
- حضور ﷺ کے حج و عمرہ کا تلبیہ اکٹھا پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بغرضِ سہولت تلبیہ کو جمع کرنا بھی جائز ہے۔
- آپ ﷺ کا عرفہ کے دن اپنی اُمت کی بخشش کے لیے خصوصی دعائیں فرمانے سے اس یوم کی باقی ایام پر عند اللہ عظمت اور اہمیت واضح ہوتی ہے۔
- حضور ﷺ نے اس موقع پر ایک روایت کے مطابق سات اونٹ اور دو دھنبے، دوسری روایت کے مطابق سات اونٹ اور تین روایات میں ذکر ہے کہ قربانی کے ایک سو (۱۰۰) اونٹوں میں سے تریسٹھ (۶۳) اونٹ اپنے دستِ اقدس سے نحر کیے اور باقی سینتیس (۳۷) اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیے۔ آپ ﷺ نے ان قربانیوں میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر پکانے کا حکم دیا اور یہ پکا ہوا گوشت تناول بھی کیا، آپ ﷺ کے اس عمل سے قربانی کے فرض کی ادائیگی اور اس کے گوشت تناول فرمانے میں سنتِ نبوی کا اظہار ہو رہا ہے۔
- آپ ﷺ نے جب حلق کروانے والوں کے لیے بخشش کی خصوصی دعا فرمائی تو آپ سے عرض کیا گیا قصر کروانے والوں کے لیے بھی دعا کیجیے! تو آپ ﷺ نے ان کے بعد قصر والوں کے لیے بھی بخشش کی دعا فرمائی، آپ ﷺ کے اس عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس موقع پر عازم کے لیے حلق کروانا قصر کروانے سے افضل ہے۔
- حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو تمام مناسکِ حج سکھائے حتیٰ کہ تلبیہ کے الفاظ سے بھی ان کو آگاہ فرمایا۔
- آپ ﷺ نے حج کے تمام مناسک کی ادائیگی کے دوران تلبیہ کا تسلسل قائم رکھا۔

- آپ ﷺ کے اونٹنی پر سوار کو خطبہ ارشاد فرمانے میں یہ حکمت تھی تاکہ سب لوگ آپ کو دیکھ لیں، آپ ﷺ کے اس عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام بلند جگہ پر خطبہ پڑھے تاکہ تمام زائرین اور سامعین اسے دیکھ سکیں۔
- حضور ﷺ نے اپنے خطبات میں جاہلیت کی تمام رسوم کے خاتمے، احترامِ انسانیت و احترامِ مسلم کا درس اور سود کی حرمت کا اعلان کیا۔ مزید بر آں یہ کہ آپ ﷺ تمام حاضرین کو حکم دیا کہ جو یہاں موجود ہے وہ غائب تک میرے تمام احکام اسی طرح پہنچا دے جس طرح اس نے مجھ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ کے ان حاضرین کو اپنے احکام آگے پہنچانے کے حکم میں یہ حکمت پوشیدہ تھی کہ کوئی بھی اُمتی ہدایت سے محروم نہ رہے، مزید یہ کہ حضور ﷺ نے اپنے فرائضِ منصبی کی تکمیل پر تمام صحابہ کرام کی گواہی اور اللہ تعالیٰ کی گواہی کی مُہر ثبت فرمائی۔

حوالہ جات وحواشی:

[1] ۔ الحموی، شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرومی، معجم البلدان، دار صادر، بیروت: ۱۳۹۷ھ، ج۵، ص: ۲۲۲۵

al-Ḥamwī, Shihāb al-Dīn Abū ʻAbd Allāh Yāqūt bin ʻAbd Allāh al-Rūmī, Muʻjam al-Buldān, Dār Ṣādir, Bayrūt, 1397AH, vol.5, p.2225

[2] ۔ الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، تذکرۃ الحفاظ للذھبی، دار احیاء التراث العربی، بیروت: ۱۳۷۴ھ، ج۲، ص: ۷۰۸

al-Dhahabī, Shams al-Dīn Muḥammad bin Aḥmad bin ʿUthmān, Tadhkirat al-Ḥuffāẓ li-l-Dhahabī, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Bayrūt: 1374AH, vil.2, p.708

[3] ۔ ایضاً

ibid.

[4] ۔ الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، تحقیق: اکرم البوشی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت: ۱۴۰۳ھ، ج۱۴، ص: ۱۷۹

al-Dhahabī, Shams al-Dīn Muḥammad bin Aḥmad bin ʻUthmān, Siyar Aʻlām al-Nubalāʾ, Taḥqīq: Akram al-Būshī, Muʾassasat al-Risālah, Bayrūt:vol.14, P.179

[5] ۔ ایضاً

ibid.,

[6] ۔ ایضاً، ص: ۱۷۷

ibid., p. 177.

[7] ۔ ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنھایۃ، تحقیق وتخریج: ابراھیم الزبیق، دار ابن کثیر، بیروت: ۱۴۲۸ھ، ج۱۲، ص: ۲۵

Ibn Kathīr Abū al-Fidāʾ Ismāʿīl bin ʿUmar, al-Bidāyah wa al-Nihāyah, taḥqīq wa takhrīj: Ibrāhīm al-Zabīq, Dār Ibn Kathīr, Bayrūt:vol.12,P 25

[8] ۔ الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، ج۱۴، ص: ۱۸۰، ۱۷۹

al-Dhahabī, Shams al-Dīn Muḥammad bin Aḥmad bin ʿUthmān, Siyar Aʿlām al-Nubalā, vol.14, p.179,180

[9] ۔ الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، تذکرۃ الحفاظ للذھبی، ج۲، ص: ۷۰۸

al-Dhahabī, Tadhkirat al-Ḥuffāẓ li-l-Dhahabī, vil.2 p. 708

[10] ۔ الحج: ۲۷

The Qur'ān, al-Haj (21):27

[11] ۔البقرۃ:۱۵۸

The Qur'ān, al-Baqarah (2):158

[12] ۔آل عمران:۹۷

The Qur'ān, Āl 'Imrān (3): 97

[13] ۔التوبۃ:۲۸

The Qur'ān, al-Tubah (9):28

[14] ۔السہیلی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد، الروض الاُنُف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، تعلیق وحواشی: مجدی بن منصور بن سید الشوری، دار الکتب العلمیۃ، بیروت: س ن، ج۴، ص:۳۸۰

al-Suhaylī, ʿAbd al-Raḥmān ibn ʿAbd Allāh ibn Aḥmad, al-Rawḍ al-Unuf fī Tafsīr al-Sīrah al-Nabawiyyah li-Ibn Hishām, taʿlīq wa ḥawāshī: Majdī ibn Manṣūr ibn Sayyid al-Shūrī, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Bayrūt: s.n., jild 4, p. 380.

[15] ۔ابویعلیٰ، امام، احمد بن علی بن المثنیٰ، مسند ابویعلیٰ الموصلی، تحقیق: ارشاد الحق الاثری، دار القبلۃ للثقافۃ، جدہ: ۱۴۰۸ھ، رقم الحدیث: ٦٦٨٦

Abū Yaʿlā, Imām Aḥmad bin ʿAlī bin al-Muthannā, Musnad Abī Yaʿlā al-Mawṣilī, taḥqīq: Irshād al-Ḥaqq al-Atharī, Dār al-Qiblah li-l-Thaqāfah, Jeddah: 1408AH, Hadith No.6686

[16] ۔ایضاً، رقم الحدیث: ٦٧٠٥

ibid., Hadith No.6705

[17] ۔ایضاً، رقم الحدیث: ۴۳۴۴

ibid., Hadith No.4344

[18] ۔ایضاً، رقم الحدیث: ۵۰۳۹

ibid., Hadith No.5039

[19] ۔ایضاً، رقم الحدیث: ۵۴۲۸

ibid., Hadith No.5428

[20] ۔ایضاً، رقم الحدیث: ۵۱۳

ibid., Hadith No.513

[21] ۔ایضاً، رقم الحدیث: ۳٦٧٨

ibid., Hadith No.3678

[22] ۔الیضاً، رقم الحدیث: ۲۸٦۵

ibid., Hadith No.2865

[23] ۔ایضاً، رقم الحدیث: ۳۰٧۹

ibid., Hadith No.3079

[24] ۔ایضاً، رقم الحدیث: ۲۳۳٦

ibid., Hadith No.2336

[25] ۔ایضاً، رقم الحدیث: ۲۰۲۳

ibid., Hadith No.2023

[26] ۔ایضاً، رقم الحدیث: ۲۰۲۴

ibid., Hadith No.2024

[27] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۴۲۰

ibid., Hadith No.2420

[28] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۷۱۷

ibid., Hadith No.2717

[29] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۴۰۴۰

ibid., Hadith No.4040

[30] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۵۴۱۵

ibid., Hadith No.5415

[31] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۳۰۷

ibid., Hadith No.307

[32] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۱۲۲

ibid., Hadith No.2122

[33] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۹۴۲

ibid., Hadith No.942

[34] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۵۴۱٦

ibid., Hadith No.5416

[35] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۵۱۵۴

ibid., Hadith No.5154

[36] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۴۲۱

ibid., Hadith No.2421

[37] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:٦٦۸۵

ibid., Hadith No.6685

[38] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۵٦۱

ibid., Hadith No.2561

[39] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۸۱۳

ibid., Hadith No.2813

[40] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۸۱۴

ibid., Hadith No.2814

[41] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۸۱۹

ibid., Hadith No.2819

[42] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۸۳۲

ibid., Hadith No.2832

[43] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۴۷۱

ibid., Hadith No.2471

[44] ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۸۹۹

ibid., Hadith No.899

45 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۵۷۳۴

ibid., Hadith No.5734

46 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۵۷۸۵

ibid., Hadith No.5785

47 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۴۷۰

ibid., Hadith No.2470

48 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۵۹۸

ibid., Hadith No.2598

49 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۵٦۷

ibid., Hadith No.2567

50 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۱۹۹

ibid., Hadith No.2199

51 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:٦٦۹۱

ibid., Hadith No.6691

52 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:٦٦۹۲

ibid., Hadith No.6692

53 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:٦٦۹۵

ibid., Hadith No.6695

54 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:٦٦۹٦

ibid., Hadith No.6696

55 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:٦٦۹۹

ibid., Hadith No.6699

56 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:٦۷۰۰

ibid., Hadith No.6700

57 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:٦۷۰۳

ibid., Hadith No.6703

58 ۔ البقرۃ:۱۸۵

The Qur'ān, al-Baqarah (2):185

59 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۳۳۹۴

ibid., Hadith No.3394

60 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۳۵۹۱

ibid., Hadith No.3591

61 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۳٦۳۴

ibid., Hadith No.3634

62 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۳٦۱۸

ibid., Hadith No.3618

63 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۳۶۳۶
ibid., Hadith No.3636

64 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۳۷۹۳
ibid., Hadith No.3793

65 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۴۱۳۹
ibid., Hadith No.4139

66 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۳۵۵۰
ibid., Hadith No.3550

67 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۴۶۵۲
ibid., Hadith No.4652

68 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۵۶۶۶
ibid., Hadith No.5666

69 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۱۵۷۵
ibid., Hadith No.1575

70 ۔ البقرۃ:۱۵۸
The Qur'ān, al-Baqarah (2):158

71 ۔ ابویعلیٰ، مسند ابویعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث:۲۳۳۵
Abū Yaʿlā, Musnad Abī Yaʿlā al-Mawṣilī, Hadith No.2335

72 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۱۰۸
ibid., Hadith No.2108

73 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۲۱۰۹
ibid., Hadith No.2109

74 ۔ آل عمران:۱۳۰
The Qur'ān, Āl 'Imrān (3): 130

75 ۔ ابویعلیٰ، امام، احمد بن علی بن المثنیٰ، مسند ابویعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث:۱۵۶۶
Abū Yaʿlā, Aḥmad bin ʿAlī bin al-Muthannā, Musnad Abī Yaʿlā al-Mawṣilī, Hadith No.1566

76 ۔ البوطی، الدکتور محمد سعید رمضان، فقہ السیرۃ النبویۃ مع موجز لتاریخ الخلافۃ الراشدۃ، دار الفکر المعاصر، الطبعۃ العاشرۃ، بیروت:۱۴۱۱ھ، ص:۴۸۲، ۴۸۳
al-Būṭī, Muḥammad Saʿīd Ramaḍān, Fiqh al-Sīrah al-Nabawiyyah maʿa Mūjaz li-Tārīkh al-Khilāfah al-Rāshidah, Dār al-Fikr al-Muʿāṣir, al-ṭabʿah al-ʿāshirāh, Bayrūt: 1411 H, p. 482–483.

77 ۔ ابویعلیٰ، مسند ابویعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث:۱۵۸۶
Abū Yaʿlā, Musnad Abī Yaʿlā al-Mawṣilī, Hadith No.1586

78 ۔ ایضاً، رقم الحدیث:۶۷۹۷
ibid., Hadith No.6797

79 ۔ البوطی، الدکتور محمد سعید رمضان، فقہ السیرۃ النبویۃ مع موجز لتاریخ الخلافۃ الراشدۃ، ص:۴۸۵، ۴۸۶
al-Būṭī, Fiqh al-Sīrah al-Nabawiyyah maʿa Mūjaz li-Tārīkh al-Khilāfah al-Rāshidah, p. 485–486.